## ذاکر شام غریباں عمدۃ العلماء

# مولانا سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد طاب ثراہ

حجۃ الاسلام مولانا الحاج سید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ صدر الافاضل

جناب عمدۃ العلماء مولانا سید کلب حسین صاحب قصبہ جائس کے معزز خاندان کے تھے۔ ان کے والد علام قدوۃ العلماء مولانا سید آقا حسن صاحب قبلہ لکھنؤ کے اساطین علماء اعلام میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ آپ کے نانا جناب میر آغا صاحب (متوفی ۱۳۲۳ھ) فقہاء لکھنؤ میں بڑے فقیہ تھے۔ مولانا کلب حسین صاحب قبلہ نے ۶ رشعبان ۱۳۱۱ھ بمقام لکھنؤ ولادت پائی اور "علی اختر" تاریخی نام ہوا۔

ابتدائی تعلیم کے بعد آپ سلطان المدارس میں داخل ہو گئے جو آپ کے گھر سے قریب تھا۔ مدرسے کے اساتذہ میں جناب محمد رضا صاحب جناب سید محمد ہادی صاحب قبلہ، جناب سید باقر صاحب قبلہ اور گھر پر اپنے والد بزرگوار سے پڑھکر صدر الافاضل کی سند لی۔

گھر کی روایت اور والد بزرگوار کی مرجعیت کے شباب میں مولانا کلب حسین صاحب ناز و نعم اور علم و عمل کے ملے جلے ماحول میں پلے بڑھے۔ وہ شگفتہ مزاج، شاعر اور ذہین طالب علم تھے۔ مدرسہ کے ساتھیوں میں مولانا عبدالحسین، مولانا میرن صاحب، مولانا زین العابدین صاحب اور دوسرے بلند مرتبہ حضرات کی معیت نے جوہر چمکائے۔ مولانا آقا حسن صاحب نے صدر الافاضل کے بعد فرزند کو نجفِ اشرف بھیج دیا۔

تین سال تک نجف اشرف و کربلاء معلیٰ کے اکابر علماء سے استفادہ کے بعد لکھنؤ آئے اور والد علام کے معاملات میں ہاتھ بٹانا شروع کیا۔ خدا نے قوت بیان اور ملکۂ خطابت مرحمت فرمایا تھا۔ اس لیے منبر کو زینت بخشی اور دن بدن ترقی کرتے گئے، اس وقت شیعہ خطابت کے افق پر شمس العلماء خطیب اعظم مولانا سبطِ حسن، مولانا محمد رضا صاحب فلسفی، مولانا محمد حسین صاحب محققِ ہندی جیسے اکابر ضوفشاں تھے۔ جناب مولانا کلب حسین صاحب نے مطالعہ اور محنت سے ان بزرگوں کے سامنے شہرت و ناموری کے مدارجِ عالیہ طے کیے۔

۱۳۴۸ھ میں جناب قدوۃ العلماء مولانا آقا حسن صاحب کی رحلت کے بعد مولانا کلب حسین عرف کبّن صاحب پر بے شمار ذمہ داریوں کا بوجھ آن پڑا، مسجد آصف الدولہ کی امامت جمعہ و جماعت، اوقاف کے انتظامات، جناب مرحوم کے مقلدین کا رجوع قومی معاملات کی دیکھ بھال، والد کے ساتھ علومِ اسلامی کی کتابوں کا سلسلۂ اشاعت شروع کیا تھا۔ اس سلسلے کا انصرام امراء و غربا

ء سے ملاقات، سینکڑوں کے خطوں کے جواب اس پر ذاکری مستزاد، مولانا کبّن صاحب قبلہ نے تمام امور یوں سنبھالے کہ لوگوں کو جناب مرحوم کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ شدید سے شدید مشکلات میں خندہ پیشانی سے ملنا، بڑے سے بڑے دشمن کو گلے لگانا، غریبوں کی خدمت اور خدمت میں جفاکشی، قوم کی اصلاح وفلاح میں شب وروز محنت، ہر اچھے کام میں تعاون، ہر انجمن سے محبت مخالفت کی پرواہ کیے بغیر ممکن حد تک شرکت، متحارب اور مخالف گروہوں سے رابطہ ان کے کمالات پر دلیل تھا۔

ہر انجمن انھیں اپنا سرپرست جانتی تھی، برّصغیر کے ہر گوشے تک ان کی آواز پہونچتی تھی، شیعہ ایجی ٹیشن میں ان کی قید اور سنی شیعہ اسٹیج پر ان کی تقریر، شیعوں کی زعامت اور سنیوں سے اتحاد ان کی شخصیت کا روشن پہلو ہے۔ ان صفات نے انھیں حیرت انگیز محبوبیت بخشی تھی۔ جناب نجم الملت اور ناصر الملت کے بعد مرجعیت میں ان کی ذات منفرد ہوگئی تھی۔ ان کی سب سے بڑی مصروفیت مجالس تھیں۔ وہ برّصغیر کے گوشے گوشے میں پہونچے مگر جمعہ کے دن آصف الدولہ کی مسجد میں نماز بہرحال ادا کی۔ محرم میں عشرۂ مجالس کی گنتی دشوار ہے لیکن غفرانمآبؒ کے امامباڑے اور چھوٹی رانی کے عزاخانۂ اقبال منزل کی مجلسیں یادگار تھیں، خطابت میں ان کا اسلوب بہت دلکش تھا۔ ان کا لہجہ نرم، انداز بیاں سادہ، زبان شیریں وفصیح، مطالب لطیف وعام فہم وعالمانہ، کوثر کی روانی، سلسبیل کا بہاؤ، منبر کا وقار اور آواز کا دھیما پن، نہ چیخ پکار نہ دبی ہوئی صدا، ہزاروں کا مجمع مگر دور دور تک آواز پہنچ رہی ہے۔ آواز کے ساتھ سامعین کا حضور ذہن، درود وداد، گریہ وفریاد ساتھ ساتھ جب چاہا مجمع درود پڑھنے لگا۔ جب چاہا رلا دیا۔ پھر مصائب میں تصنع نہ فضائل میں شور یہ معلوم ہوتا تھا جیسے سمندر کی سطح پر ہوا کے جھونکے ہلکا ہلکا تموج پیدا کر رہے ہیں۔ برِصغیر کے راجہ مہاراجہ، امیر غریب ہر ایک بلاتا، ہر ایک قربان ہوتا اور ہر ایک غیر معمولی حد تک پسند کرتا تھا۔

افریقہ، عراق، ایران، ہر جگہ انکی عزّت تھی اور تمام شیعہ انکو اپنا مرکز عقیدت مانتے تھے۔ علم ذہانت، عمل، تقدس بے جگری، بے غرضی، خلوص، ایثار غرض حسنِ اخلاق وحسنِ کردار کی حسین ترین مثال تھے۔ انھیں تمام سپاہیانہ فن آتے مگر دیکھئے تو سادگی کی انتہا تھی۔ بیٹھے تو محبت وشفقت کا مجسمہ، کسی کا دل دکھانا ممکن ہی نہ تھا۔ ہر شخص سمجھتا تھا جناب کو جتنی محبت اس سے ہے کسی سے نہیں۔ لوگوں کے گھروں پر بے تکلف جانا۔ چھوٹے بڑوں سے بے تکلف ملنا جب یاد آتا ہے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

قوم کے فکری، اخلاقی، علمی اور اقتصادی معیار بلند کرنے کے لیے رسالے نکالے۔ الناطق، ابلاغ، سحاب، ادارے قائم کیے۔ بیت المال، ادارۂ اقتصادیات جماعتوں اور اداروں کے لیے بنیادی کام کیے۔ مدرسۂ ناظمیہ، یتیم خانہ، شیعہ کانفرنس، سرفراز اخبار اور آخر میں سلطان المدارس کی عمارت کا حکومت سے بچاؤ۔

ان کی عظمت اور کارکردگی سے حکومت جھکتی تھی، مسلمان بھروسہ کرتے تھے اور شیعہ ان کا حکم مانتے تھے۔

آخری دور میں ان جیسی باعمل شخصیت کا جواب نہ تھا۔وہ عراق وایران گئے۔وہ پاکستان آئے۔سب نے یہ جانا کہ انکا سردار آیا ہے اور ایسی محبت وعقیدت کا مظاہرے کیے جسکا جواب نہیں۔جناب مرحوم مولانا کلب عابد صاحب کی واپسی عراق ۱۹۴۸ء کے بعد آہستہ آہستہ انھیں اپنا معاون بناتے گئے۔ خدانے فرزند بھی ایسا سعید و باصلاحیت باوقار عطا کیا جس کی مثال میں نے نہیں دیکھی۔مگر وہ اپنے معاملات اور ذمہ داریوں سے فرار نہیں چاہتے تھے۔ اور فرزند کو آگے لاکر آرام مطلوب نہ تھا۔وہ جب تک چل پھر سکے۔کام کرتے رہے صاحب فراش ہوئے جب بھی کچھ نہیں تو خطوں کے جواب ہی لکھا کیے۔ایک وقت مدت سے چلا آرہا تھا اب وہ بھی بند ہو گیا تو مجبور ہو گئے تھے۔پھر بھی فینس میں بیٹھ کر کلب صادق صاحب کی مجلس سننے گئے اور کہا خدا کا شکر ہے کہ منبر پر میری آواز اور محراب میں میری تصویر آ گئی۔ بہتر تہتر برس کی عمر ساری زندگی کی محنت نے کمزور سے کمزور تر کر دیا۔خطرناک بیماری میں ہر ممکن علاج کیا گیا قیمتی اور نادر دوائیں دی گئیں مگر وقت آخر آیا اور عمدۃ العلماء ۶ را کتوبر ۱۹۶۳ء جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ کو دنیا سے رخصت ہو گئے سینکڑوں بیوہ اور یتیم لا وارث ہو گئے اور قوم کا مرکزی قومی ختم ہو گیا شام غریباں کا پہلا ذاکر اور گذشتہ روایت کا عظیم سرچشمہ رک گیا تمام عالم تشیع میں کہرام مچ گیا اور محرم کے بعد دوبارہ محرم آ گیا۔لکھنؤ میں قافلے پہنچنے لگے جنازہ دریا پر گیا ،ہندو مسلمان سنی شیعہ ہزاروں کا مجمع اور لاکھوں تعزیت اور پرسہ دینے والوں کا اجتماع تھا۔جنازے کے ساتھ بے شمار ماتمی دستے تھے امام باڑہ غفرانمآب میں زیر منبر دفن کئے گئے تو بے شمار لوگوں نے قبر کی مٹی تبرک کے طور پر اٹھائی مولانا کلب عابد صاحب قبلہ نے مجھے لکھا کہ جناب کا سوگ یوں منایا گیا کہ مجھے یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ فقط میرے گھر کا سانحہ ہے۔مجھ سے بے حد محبت فرماتے تھے بدنصیبی کہ میں لکھنؤ نہ جا سکا جناب مرحوم کا عطا کردہ اجازۂ روایت میرے پاس ہے جس پر مجھے ناز ہے۔

**تالیفات و خدمات :** مولانا کلب حسین صاحب بڑے فعال اور محنتی تھے اس کے باوجود وہ سیکڑوں کے جواب مسئلوں پر فتوے اور مضامین و مقالات لکھتے تھے۔ان کے مستقل تالیفات میں ایک کتاب مجالس الشیعہ ہے جو پاکستان میں چھپ چکی ہے۔

**اولاد :** مولانا کلب عابد صاحب قبلہ فرزند اکبر اور جانشین جد و پدر ہیں مولانا اپنے کردار اور مزاج میں میرے ساتھیوں اور معاصرین میں سب سے بلند اور سب کے لئے قابل فخر ہیں۔

سید کلب ہادی صاحب پاکستان میں ہیں کلب صادق صاحب صدر الافاضل پی۔ایچ۔ڈی جناب کلب باقر صاحب، جناب کلب محسن صاحب۔

